20

مظلوم کی مدد کرنا ہر شریف انسان کا فرض ہے

(فرمودہ 30 مئی 1947ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''پچھلے دنوں بعض دوستوں نے مجھ سے دریافت کیا ہے کہ پنجاب کے بعض حصوں میں مسلمانوں پر جو سختی ہوئی ہے اور اُن کے گھر اور اُن کی دکانیں جلا دی گئی ہیں۔ اُن کی امداد کے لئے مسلم لیگ کی طرف سے فی مربع زمین ایک من غلہ چندہ لگایا گیا ہے۔ آیا وہ مسلم لیگ کی اِس تحریک میں حصہ لیں یا نہ لیں؟ چونکہ یہ سوال سارے ہی پنجاب میں اٹھے گا اِس لئے مَیں اِس خطبہ کے ذریعہ سے اِس کا جواب دیتا ہوں۔ جہاں تک مظلوم کی امداد کا سوال ہے اسلام تمام مذاہب سے زیادہ اِس پر زور دیتا ہے کہ خود تکلیف اٹھا کر بھی مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کی جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے مومن وہ ہے جو آپ بھوکا رہ کر دوسرے بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے۔1 حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مختلف جہات سے مسلمان دینِ اسلام سیکھنے کے لئے اور اسلام کے متعلق گہری واقفیت حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ چونکہ اُس وقت مہمان خانہ نہ ہوتا تھا اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز کے بعد لوگوں میں اعلان کر کے مہمان تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک مہمان ایسے وقت آیا کہ آسودہ حال لوگوں میں سے کوئی بھی اُس وقت مسجد میں نہ تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اِس مہمان کو اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے؟ ایک غریب صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مَیں اسے ساتھ لے جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا اسے اپنے ساتھ لے جاؤ۔ وہ صحابی اُس

مہمان کو اپنے گھر لے گئے۔ لیکن اتفاق کی بات ہے کہ اُس دن اُن کے گھر کھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔ اُن کے ہاں صرف دو روٹیاں تھیں جن کے متعلق عورت کی یہ صلاح تھی کہ ایک خاوند کو کھلا دوں گی اور ایک بچوں کو کھلا دوں گی اور خود بھوکی سو رہوں گی۔ جب یہ صحابیؓ اُس مہمان کو ساتھ لے کر گھر پہنچے (اُس وقت تک ابھی پردے کا حکم نازل نہ ہوا تھا) تو انہوں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ کھانے کے لئے کچھ ہے یا نہیں؟ بیوی نے بتایا کہ دو روٹیاں ہیں۔ اس صحابیؓ نے بیوی سے کہا کہ بچوں کو کسی طرح سُلا دو۔ جب بچے سو جائیں گے تو ہم کھانا مہمان کے آگے رکھ دیں گے۔ بیوی نے کہا کہ مہمان اکیلا کس طرح کھائے گا؟ وہ ہمیں بھی ساتھ کھانے کو کہے گا۔ میاں نے کہا مَیں تمہیں کہوں گا کہ دیئے کی بتّی اونچی کر دو اور تم بتی اونچی کرنے کے بہانہ سے دِیا بجھا دینا۔ جب اندھیرا ہو جائے گا تو ہم ساتھ بیٹھ کر خالی مچا کے مارتے جائیں گے اور مہمان یہ سمجھے گا کہ ہم بھی اس کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ بیوی نے بچوں کو سُلا دیا۔ اور جب کھانا کھانے کا وقت آیا تو میاں نے بیوی سے کہا کہ روشنی ذرا اونچی کر دو۔ اُس وقت گھروں میں دیئے ہوتے تھے جن میں روئی کی بتی ڈالی جاتی ہے اور جن کو بجھانا کوئی مشکل بات نہیں ہوتی۔ بیوی نے روشنی اونچی کرتے ہوئے بتی نیچے گرا دی جس سے دِیا بُجھ گیا۔ میاں بیوی کو بناوٹی طور پر خفا ہونے لگا کہ تم نے یہ کیا حرکت کی ہے؟ اب مہمان کو تکلیف ہو گی۔ جاؤ اور کسی کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اور آگ لا کر دیا روشن کرو۔ مہمان کو اس طرح اندھیرے میں بٹھانا ٹھیک نہیں۔ بیوی نے جواب دیا اب مَیں کیا کروں؟ کس کو جا کر تکلیف دوں؟ سب لوگ سو گئے ہوں گے۔ اب اسی طرح اندھیرے میں ہی کھانا کھا لیں۔ یہ لازمی بات تھی کہ مہمان نے یہی کہنا تھا ہاں رہنے دیجئے ہم اندھیرے میں ہی کھانا کھا لیں گے۔ چنانچہ اُنہوں نے اندھیرے میں ہی مہمان کے سامنے کھانا رکھا۔ مہمان نے کھانا شروع کر دیا اور یہ میاں بیوی ساتھ بیٹھے خالی مچا کے مارتے چلے گئے۔ مہمان یہ سمجھا کہ میاں بیوی میرے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔ انہوں نے مہمان کو کھانا کھلا کر سُلا دیا۔ صبح نماز کے لئے وہ صحابی مسجد میں گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سلام پھیر کر فرمایا اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ مَیں نے ایک بات کہنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے بتائی ہے۔ سب صحابہؓ اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہے۔ آپؐ نے فرمایا ایک شخص کے گھر مہمان

آیا اور اُس نے اپنے مہمان کو کھانا کھلانے کے لئے اِس اِس طرح کیا۔ وہ سارا واقعہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو الہاماً بتا دیا اور آپؐ نے سارا واقعہ بیان فرمایا۔ یہ صحابیؓ بیچارا دل میں ڈرتا تھا کہ پتہ نہیں اب مجھے کیا سرزنش ہوگی۔ لیکن جب آپؐ سارا واقعہ بیان فرما چکے تو آپؐ ہنس پڑے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بھی اِس شخص کی نیکی کو دیکھ کر عرش پر ہنسا اِس لئے مَیں بھی ہنسا ہوں۔2 تو دیکھو قربانی کر کے کسی کو آرام پہنچانا اللہ تعالیٰ کے حضور کتنا مقبول ہوتا ہے۔

وہ لوگ جن کے گھر بار جل گئے ہیں اُن کے کاروبار تباہ ہو گئے ہیں۔ بعض عورتیں ایسی ہیں جن کے خاوند مارے گئے ہیں۔ بعض بچوں کے ماں باپ مارے گئے ہیں اور بعض کے نوجوان کمانے والے بیٹے مارے گئے ہیں۔ ایسے لوگوں کی امداد کرنا بہت ثواب کا کام ہے۔ اگر مسلم لیگ کوئی چندہ مانگتی ہے تو ہماری جماعت کے لوگوں کو دوسروں سے پیچھے نہیں رہنا چاہیئے۔ ہم اپنے طور پر بھی مظلومین کی امداد کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ ہم اِس وقت تک پنتالیس ہزار روپیہ بہار ریلیف فنڈ میں بھجوا چکے ہیں اور قریباً دس ہزار روپیہ اِس سے پیشتر خرچ کر چکے ہیں اور پانچ ہزار روپیہ ہم نے نواکھالی (NOAKHALI)3 کے مظلومین کی امداد کے لئے بھیجا تھا۔ اِسی طرح ہم نے امرتسر کے مصیبت زدہ لوگوں کے لئے بھی ایک رقم مقرر کی ہے جو کہ اِس وقت بھیجی جا چکی ہوگی اور اگر نہیں بھیجی گئی تو بہت جلد بھیج دی جائے گی۔ پس باوجود اِس کے کہ ہم نے اِس سے قبل مظلومین کے لئے چندہ دے دیا ہے۔ اب اگر ہم زیادہ قربانی کر کے دوبارہ چندے میں شامل ہوں تو یہ بات ہمارے ثواب کو بہت بڑھانے کا موجب ہوگی۔ پس ہماری جماعت کو اِس معاملہ میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔

لیکن ایک اَور اصول جسے مدنظر رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح ہمیں امرتسر کے مصیبت زدہ مسلمانوں کا دکھ درد ہے اِسی طرح ہمیں راولپنڈی اور ملتان کے ہندوؤں کا بھی دکھ درد ہے۔ مومن کسی کو بھی تکلیف میں نہیں دیکھنا چاہتا۔ اِس لئے مَیں نے فیصلہ کیا ہے کہ جہاں ہم امرتسر کے مسلمانوں کی امداد کریں گے وہاں ہم راولپنڈی اور ملتان کے ہندوؤں کو بھی نظر انداز نہیں کریں گے۔ اگر ہم صرف ایک فریق کی امداد کریں تو قیامت کے دن ہم اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا تم نے بہار کے مسلمانوں کی مدد کی، تم نے امرتسر کے مسلمانوں کی مدد کی، تم نے دوسری جگہوں کے مسلمانوں کی مدد کی لیکن کیا نواکھالی اور راولپنڈی اور ملتان

کے ہندو میرے بندے نہ تھے؟ تم نے اپنی قوم کی جنبہ داری کی وجہ سے مدد کی۔ میری خاطر تم نے مظلومین کی مدد نہیں کی۔ اگر تم میری خاطر یہ کام کرتے تو ہندوؤں کو نظر انداز نہ کرتے۔ کیونکہ میرا حکم تو تمام بندوں سے ہمدردی کا ہے۔ پس میں صرف یہی نہیں کہتا کہ تم امرتسر کے مسلمانوں کی مدد کرو بلکہ اگر راولپنڈی اور ملتان کے ہندوؤں کی امداد کا کوئی سامان موجود ہو تو اس سے بھی دریغ نہ کرو۔ جب مَیں نے نواکھالی کے مظلومین کے لئے پانچ ہزار روپیہ بھجوایا تو جماعت میں سے بھی اور باہر سے بھی مجھ پر اعتراضات کئے گئے۔ لیکن مَیں نے ایک کان سے سُنے اور دوسرے سے نکال دیئے۔ کیونکہ مَیں جانتا تھا کہ کل کو یہی چیز ان اعتراض کرنے والوں کو اچھی نظر آئے گی۔ اور میرا خیال غلط نہ تھا۔ آخر بدی کو کسی طرح روکنا ہی پڑے گا۔ اگر صرف بدلے سے روکنے کی کوشش کی جائے تو اِس طرح تو بدی رُک نہیں سکتی۔ آخر کسی ایک فریق کو یہ کہنا ہی پڑے گا کہ مَیں اپنے دکھ کا بدلہ نہیں لیتا فساد کو ختم کیا جائے۔ جب تک یہ طریق اختیار نہیں کیا جائے گا اُس وقت تک امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ہم اس بات کو نہیں چھپاتے کہ ہم نے بہار کے مسلمانوں کی امداد کی ہے اور اب امرتسر کے مسلمانوں کی امداد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ بعض لوگ اس پر بھی اعتراض کریں بلکہ بعض انگریز حکام اس پر اعتراض کرتے ہیں لیکن اُن کا اعتراض کرنا نادانی سے ہے۔

مظلوم کی مدد کرنا ہر شریف انسان کا فرض ہے۔ لیکن ہم میں اور دوسرے لوگوں میں ایک نمایاں فرق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ بھی امداد کرنے میں رعایت سے کام لیتی ہے اور ہندو بھی اپنی قوم کی رعایتیں کرتے ہیں اور مسلمان بھی اپنی قوم کی رعایتیں کرتے ہیں۔ لیکن ہمارا یہ جُرم ہے کہ ہم رعایت سے کام نہیں لیتے اور ہم ہر مظلوم کی مدد کرتے ہیں۔ امرتسر میں جس طرح دو مہینے سے برابر کرفیو چلا آتا ہے اُس کو دیکھ کر انسان یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ اُن مزدوروں کی کیا حالت ہوگی جو کہ روزانہ مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتے تھے۔ گورنمنٹ کا اُن کو دو گھنٹے کے لئے اجازت دے دینا کہ اپنے لئے کھانے پینے کی چیزیں خرید لو بڑی مہربانی سمجھا جاتا ہے لیکن اِس کے ساتھ یہ نہیں سوچا جاتا کہ وہ خریدیں گے کہاں سے اور خریدنے کے لئے پیسے کہاں سے آئیں گے؟ امرتسر میں قریباً پچاس ہزار مزدور پیشہ لوگ ہیں اور وہاں قریباً دو ماہ سے کرفیو لگا ہوا ہے۔ اِن حالات میں اُن کے لئے محنت مزدوری کرنا بالکل ناممکن ہے۔

5 مارچ کو امرتسر میں فساد شروع ہوئے۔ اِس لحاظ سے دو مہینے سے بھی زائد عرصہ بنتا ہے۔ اِس صورت میں درحقیقت گورنمنٹ کا فرض تھا کہ ایسے لوگوں کے لئے روٹی کا انتظام کرتی قطع نظر اِس کے کہ کون ظالم ہے اور کون مظلوم۔ تمام وہ لوگ جو کہ روٹی کے محتاج ہیں ان کو روٹی دی جاتی۔ خواہ گورنمنٹ ان کے لئے غلہ مہیا کرتی یا اَور کوئی صورت پیدا کرتی۔ بہرحال یہ گورنمنٹ کا فرض تھا کہ ان کے کھانے کا انتظام کیا جاتا۔ پرانے زمانے میں حاکم کو مائی باپ کہا جاتا تھا۔ اس کا کوئی مفہوم لے لو۔ لیکن اِس سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ حاکمِ وقت ماں باپ کی جگہ ہوتا ہے۔ کیا دنیا میں کوئی ماں باپ بھی ایسے ہیں جو اپنے بچوں کا ایک دن کا بھی فاقہ دیکھ سکیں؟ کُجا یہ کہ وہ متواتر دو ماہ سے فاقے پر فاقہ کاٹتے آ رہے ہوں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک ایسے فاقہ زدہ لوگوں کے لئے روٹی کا انتظام نہیں ہوگا فساد نہیں رُکے گا۔ لوگ اپنے بال بچوں کو کس طرح بھوکا دیکھ سکتے ہیں؟ چنانچہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض لوگ جب بھوک سے تنگ آ جاتے ہیں تو دوسروں کے گھروں پر حملہ کر دیتے ہیں اور اُن سے کہتے ہیں تمہارے پاس یہ چیزیں ہیں۔ مثلاً تمہارے پاس کرسیاں ہیں، میزیں ہیں، گھڑیاں ہیں، تعیّش کے سامان ہیں لیکن ہمارے بچے بھوکے مر رہے ہیں ہمیں کچھ پیسے دو نہیں تو ہم تمہارے گھر کو آگ لگا دیں گے۔ یہ فعل بے شک خلافِ شریعت اور خلافِ قانون ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس فعل کا محرک کونسا امر ہے؟ اگر گورنمنٹ ان کے لئے کھانے کا انتظام کر دے تو وہ خود ہی ایسی حرکات سے باز آ جائیں گے۔

گورنمنٹ کا یہ رویہ یقیناً قابلِ اعتراض ہے۔ جب گورنمنٹ جیل میں قاتلوں اور مجرموں کو کھانا دیتی ہے جن کا کہ جُرم ثابت ہوتا ہے اور اِن لوگوں کا تو جُرم بھی ثابت نہیں تو ان کے کھانے کا کیوں انتظام نہیں کرتی۔ پس گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ اِن مزدوروں کے لئے کھانے کا انتظام کرے۔ اگر گورنمنٹ ایسا کرے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ فسادات بہت حد تک رُک جائیں۔ تم اس نظارہ کا تصور تو کرو کہ پولیس کے سپاہی روٹیوں کے ٹوکرے اٹھائے ہوئے ہوں اور ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحب اور دوسرے افسر لوگوں میں روٹیاں تقسیم کروا رہے ہوں۔ اِس احسان کے بعد ان کے احکام کی خلاف ورزی کرنے سے اکثر لوگوں کو شرم آئے گی۔ کیونکہ ایسے محسنوں کی بات کو ردّ کرتے ہوئے ہر انسان پانی پانی ہو جاتا ہے۔ پس یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ مزدور پیشہ لوگوں کے کھانے کا انتظام کرے۔ اور اگر وہ کسی مصلحت کی بناء پر انتظام نہیں کرنا چاہتی تو اُس کا

کوئی حق نہیں کہ وہ امداد کرنے والوں پر اعتراض کرے۔ ہم جنبہ داری کی وجہ سے کسی قوم کی امداد نہیں کرتے بلکہ ہم ہر مظلوم کی امداد کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ کسی قوم اور کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔

اس کے بعد مَیں جماعت کو ایک نہایت اہم امر کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ یہ کوئی سوسائٹی نہیں کہ جو اپنے لئے کچھ اصول طے کر کے کام کو چلا رہی ہو اور انہی اصولوں کے اندر اپنے کاموں کو محصور رکھتی ہو۔ بلکہ ہر نیک کام کرنا ہماری جماعت کا فرض ہے اور ہر بدی کو دور کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور اسلام کی تبلیغ کو اکنافِ عالَم تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔ اِن اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہی مَیں نے تحریک جدید جاری کی۔ جس کے ماتحت مختلف سکیمیں کام کر رہی ہیں۔ ان سکیموں کو چلانے کے لئے جماعت کے لوگوں سے مَیں نے وقفِ زندگی کا مطالبہ کیا تھا۔ میرے مطالبہ پر جن لوگوں نے زندگیاں وقف کی ہیں اُن میں سے بعض کو مبلغ بنایا گیا ہے، بعض کو مدرّس بنایا گیا ہے اور بعض کو دوسرے کاموں پر لگایا گیا ہے۔ **ایک واقفِ زندگی چپڑاسی بھی ہوسکتا ہے۔ ایک واقفِ زندگی کلرک بھی ہوسکتا ہے۔ ایک واقفِ زندگی خزانچی بھی ہوسکتا ہے۔ ایک واقفِ زندگی صنّاع بھی ہوسکتا ہے اور ایک واقفِ زندگی تاجر بھی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ مختلف لوگوں کو مختلف کاموں پر لگا دیا گیا ہے اور لگایا جا رہا ہے۔** بعض نوجوانوں کو مبلغ بنا کر ہندوستان سے باہر بھیجا گیا ہے۔ اور کچھ ہندوستان میں ہی تعلیم حاصل کر رہے ہیں تا کہ وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے بھائیوں کی جگہ جا کر کام کریں۔ اور کچھ ایسے ہیں جو دفاتر میں بطور انچارج کام کر رہے ہیں اور کچھ اکاؤنٹینسی (ACCOUNTANCY) کا کام کر رہے ہیں اور کچھ زمیندارہ کاموں کی نگرانی پر لگے ہوئے ہیں اور کچھ سلسلہ کے کارخانوں میں نگران کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ لیکن ایک حصہ ایسا تھا جو کہ وقفِ زندگی کے مطالبہ میں شامل نہ ہوسکتا تھا اور وہ زمینداروں کا طبقہ تھا۔ کئی دفعہ زمینداروں نے مجھے کہا کہ کیا ہمارے لئے بھی کوئی صورت وقفِ زندگی کی ہے؟ ہم لوگ اَنْ پڑھ ہیں۔ زندگی وقف کرنے کی صورت میں ہم سلسلہ کا کوئی کام سرانجام دے سکیں گے یا نہیں؟ مَیں انہیں جواب دیتا تھا کہ میرے ذہن میں ابھی تک کوئی صورت ایسی نہیں آئی اور مَیں برابر غور کرتا چلا آ رہا تھا۔ چنانچہ اب تبدیل شدہ حالات کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے زمینداروں کے لئے بھی موقع پیدا کر دیا ہے

اور آج مَیں جماعت کے زمینداروں کو بلاتا ہوں کہ وہ سلسلہ کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اور اُن کو جو گزارے دیئے جائیں اُن کو انعام سمجھ کر کام کرتے چلے جائیں۔ پس آج زمینداروں کے لئے موقع ہے کہ وہ سلسلہ کے لئے یا سلسلہ کے مفاد کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ مَیں یہ الفاظ یونہی نہیں بول رہا بلکہ اِن میں ایک حکمت اور مصلحت ہے جس کا ابھی اظہار مفید نہیں۔ بہرحال زمینداروں کو چاہیئے کہ وہ سلسلہ کے لئے یا سلسلہ کے مفاد کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اور جہاں ہم اُن کو بھیجیں وہاں جائیں اور جن حالات میں ہم ان کو رہنے کے لئے کہیں اُن حالات میں وہ رہیں۔ اور جو فیصلے اُن کے گزارہ کے لئے ہم کریں وہ اُس پر اُسی خندہ پیشانی سے کام کریں جس خندہ پیشانی سے ہمارے دوسرے واقفین آجکل کام کر رہے ہیں۔ ہمارے مبلغوں میں بعض بی۔ اے ہیں، بعض ایم۔ اے ہیں، بعض وکیل ہیں اور بعض انٹرنس (ENTRANCE) پاس ہیں۔ ہم نے اُن میں سے ہر ایک کے حالات کے مطابق اُن کے گزارے مقرر کئے ہیں اور وہ گزارے نہایت غریبانہ ہیں۔ اِسی طرح زمینداروں میں سے جو لوگ اپنی زندگیاں وقف کریں گے ہم اُن کو ایسی جگہوں پر کام کرنے کے لئے لگائیں گے جو سلسلہ کے لئے مفید ہوں گی اور اُن کا کام زمیندارہ ہی ہوگا لیکن یہ کہ اُن کو کس جگہ کام کرنا ہوگا یا کیسے کام کرنا ہوگا یہ باتیں بعد میں بتائی جائیں گی۔ ہوسکتا ہے کہ کسی جگہ ہم اُن کو گزارہ رقم کی صورت میں دے دیں اور کسی جگہ گزارہ غلے اور پیداوار کی صورت میں دے دیں۔ مثلاً نصف پیداوار سلسلہ کی اور نصف اُن کی۔ یا دو تہائی اُن کی اور ایک تہائی سلسلہ کی۔ یا اِس سے کم و بیش کسی طریق سے۔ یہ تفصیلات اِس وقت بیان نہیں کی جاسکتیں اور نہ ہی اُن کا بیان کرنا مفید ہے۔ مختلف حالات میں مختلف جگہوں پر کام کرنا ہوگا اور اِس میں غلط فہمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ یہاں کوئی ملازمت کا سوال تو درپیش نہیں کہ بعد میں غلط فہمی کا خطرہ ہو۔ جو شخص زندگی وقف کرتا ہے۔ اُسے اِس سے کیا مطلب ہے کہ اُسے زیادہ گزارہ ملتا ہے یا کم گزارہ ملتا ہے۔ اُس نے تو اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دی۔ اُسے اس بات کا کیا ڈر ہوسکتا ہے کہ میرے ساتھ کیسا سلوک ہوگا اور مجھے میرے کام کا کیا بدلہ ملے گا؟ اُس کے کام کا بدلہ تو اسے اللہ تعالیٰ ہی دے گا اور وہ بھی اِسی نیت سے زندگی پیش کرتا ہے کہ میرے کام کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ مجھے بندوں

سے بدلہ کی امید نہیں۔ زیادہ گزارے یا کم گزارے کا خیال تو ملازمین کو ہوتا ہے۔ واقفِ زندگی کے لئے اس قسم کی کوئی شرط نہیں ہوسکتی۔ اگر ہمارے پاس زیادہ ہوگا تو ہم واقفین کو زیادہ دے دیں گے اور اگر کم ہوگا تو کم دیں گے۔ اور اگر بالکل نہ ہوگا تو ہم ان کو کچھ بھی نہیں دیں گے اور ان سے کہہ دیں گے کہ مانگ کر کھاؤ اور سلسلہ کا کام کرو۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ پہلے انبیاء کے زمانہ میں بھی ایسا ہوتا رہا ہے۔

گوتم بدھؑ کے زمانہ میں یہی طریق رائج تھا۔ گوتم بدھؑ نے دیکھا کہ چندوں اور تنخواہوں سے تو کام نہیں بنتا ان کے پاس جو شاگرد آتے تھے آپ اُنہیں ایک جھولی دے دیتے کہ مانگ کر کھاؤ اور بدھ مذہب کی تبلیغ کرو۔ نہ گزارے کی شرط نہ تنخواہ کی شرط، مانگو اور تبلیغ کرو۔ اُن کی زندگی میں ایک عجیب مثال پائی جاتی ہے۔ گوتم بدھؑ کے گھر جوانی میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ چونکہ وہ دنیاوی کاموں سے بہت دور رہتے تھے۔ والدین نے اُن کی بچپن میں ہی شادی کر دی تھی۔ لڑکے کی پیدائش کے بعد انہوں نے گھر بار چھوڑ دیا اور عبادات کرنے کے لئے جنگلوں کی طرف چلے گئے اور جنگلوں میں جا کر ہی آپ کو الہام ہونا شروع ہوا۔ گوتم بدھؑ کا باپ اُس علاقے کا بادشاہ تھا اور اُن کی حکومت کا یہ قانون تھا کہ حکومت باپ کے بعد بیٹے کو ملتی تھی پوتے کو نہیں۔ اب گوتم بدھؑ تو بادشاہ بننے سے انکار کر چکے تھے اور پوتا تخت کا وارث نہیں ہوسکتا تھا۔ گوتم بدھؑ کے باپ نے یہ تجویز کی کہ اپنے پوتے کو فقیروں کا لباس پہنایا اور اس سے کہا کہ تم جا کر گوتم بدھؑ سے راج کی بھیک مانگو۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ گوتم بدھؑ اسے بادشاہت پر قابض ہونے کی اجازت دے دے گا تو مَیں اپنے پوتے کو تخت پر بٹھا دوں گا۔ چنانچہ گوتم بدھؑ کا بیٹا ان کے پاس گیا اور کہا مَیں آپ سے راج کی بھیک مانگنے آیا ہوں۔ گوتم بدھؑ کے نزدیک تو اصل راج وہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے حاصل ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا تم سچے دل سے بھیک مانگنے آئے ہو؟ اس نے کہا ہاں سچے دل سے بھیک مانگنے آیا ہوں۔ انہوں نے نائی کو بلوایا اور اس کے سر کے بال منڈوا کر اسے فقیری کا خرقہ [4] پہنا دیا۔ اور کہا یہی راج ہمارے پاس ہے۔ جاؤ اور اس راج کی تبلیغ کرو۔ گوتم بدھؑ کے باپ کو جب معلوم ہوا تو اسے غش پر غش آنے لگے کیونکہ اس کے معنی یہ تھے کہ حکومت اُس کے خاندان میں سے ہمیشہ کے لئے نکل گئی۔ آخر باپ نے گوتم بدھؑ کو بلایا اور انہیں کہا کہ خاندان کو تو تم نے تباہ کر دیا۔ لیکن کیا تم سمجھتے ہو کہ تم نے

انصاف کیا ہے کہ ایک نابالغ لڑکے کو اس کے متکفل کی اجازت کے بغیر تم نے اُس کے حق سے محروم کر دیا۔ آئندہ کے لئے عہد کرو کہ تم کسی نابالغ کو بھکشو نہیں بناؤ گے۔ چنانچہ گوتم بدھؑ نے یہ عہد کیا اور آئندہ کے لئے حکم دے دیا کہ کسی نابالغ کو بھکشو نہ بنایا جائے۔ چنانچہ اب بدھوں میں نابالغ کو بھکشو نہیں بناتے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا۔ جھولی لو اور مختلف ممالک میں پھیل جاؤ۔ اور صرف آج کی روٹی کا ذکر کرو۔ کل کی روٹی تمہیں کل مل جائے گی۔5 اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم جہاں جاؤ اُس علاقے کے لوگوں پر تین دن تک تمہاری روٹی کا حق ہے۔6 اس لئے دین کی تبلیغ کرتے ہوئے روٹی کے لئے پریشان نہ ہو۔ جہاں جاؤ اُس علاقہ کے لوگوں سے لے لو۔ پس اشاعتِ مذہب کے لئے صحیح طریق یہی ہے کہ بغیر کسی معاوضہ کے دینی کام کئے جاویں۔

اِس زمانہ کی ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے ہم قدم بقدم چل رہے ہیں۔ پہلے ہمارے پاس کوئی مبلغ نہ تھا۔ پھر ہم نے تنخواہ دار مبلغ رکھے اور پھر وقفِ زندگی کے مطالبہ کے ماتحت تنخواہ کا سوال ہی اُڑا دیا۔ اب آہستہ آہستہ وہ زمانہ بھی آ جائے گا کہ ہماری جماعت کا ایک حصہ جھولیاں ڈال کر تبلیغِ اسلام کے لئے نکل جائے گا اور خدا کے نام پر اگر کسی نے کچھ کھانے کو دیا تو کھا لیں گے اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کا نام اکنافِ عالَم میں پھیلاتے چلے جائیں گے۔ ہر گروہ اپنے اپنے وقت پر آگے آئے گا اور دین کا کام کرے گا۔ اِسی سلسلہ میں اب زمینداروں کے لئے موقع پیدا ہو گیا ہے کہ وہ آگے آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے رستہ کھول دیا ہے۔ ہمیں ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو زمیندارہ کام جانتے ہوں اور سخت سے سخت کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ممکن ہے ہمیں ان کو ایسی جگہ بھیجنا پڑے جہاں گھنے جنگل ہوں اور ان جنگلات میں درندے وغیرہ ہوں اور ممکن ہے کہ سندھ کی زمینوں پر بھی اُن سے کام لیا جائے کیونکہ مَیں چاہتا ہوں کہ سلسلہ کی زمینوں پر جہاں باقی کارندے واقفِ زندگی ہوں وہاں مزارع بھی واقفین ہی ہوں۔ یعنی ہل چلانے والا بھی واقفِ زندگی ہو اور ہل چلوانے والا بھی واقفِ زندگی ہو اور نگرانی کرنے والا بھی واقفِ زندگی ہو۔ اِس کے علاوہ بھی ہمیں بعض جگہ فوری طور پر زمینداروں کی ضرورت ہے جو ہر تکلیف برداشت کرنے کو تیار ہوں اور ایسا کام سوائے واقفین کے اور کوئی نہیں

کر سکتا۔ ہماری جماعت کے لوگوں میں ایڈونچرس (ADVENTUROUS) روح ہونی چاہئیے یعنی ہمت اور خطرہ والے کاموں کی خواہش ہونی چاہیئے کیونکہ جس قوم میں مافوق العادت کام کرنے کی روح پیدا نہیں ہوتی وہ ترقی نہیں کر سکتی۔

انگریزوں پر دوسری اقوام حسد کرتی ہیں کہ انہوں نے ہندوستان اور افریقہ کے ممالک پر قبضہ کر رکھا ہے۔ لیکن آج سے تین چار سو سال قبل جبکہ نہ ریل تھی اور نہ ڈاک و تار کا کوئی انتظام تھا انگریز نوجوان اپنے گھروں سے نکلے اور انہوں نے غیر ملکوں میں جا کر ان کو آباد کیا، وہاں کے باشندوں کو تہذیب سکھائی۔ جن لوگوں نے یہ تکلیف اٹھائی وہی اِس قابل تھے کہ اُن علاقوں پر حکومت کرتے۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے رہے اُن کو دوسری اقوام پر حکومت کرنے کا کیا حق ہے؟ ہماری جماعت بھی اگر ترقی کرنا چاہتی ہے تو اُسے مافوق العادت کاموں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اُس کے افراد میں سفروں کا شوق ہونا چاہیئے۔ غیر جماعت میں جانے کا شوق ہونا چاہیئے اور نئے نئے علوم اور نئے نئے پیشے سیکھنے کا شوق ہونا چاہیئے۔ مَیں جب فلسطین گیا تھا اُس وقت یہودیوں کی آبادی دس فیصدی تھی اور عیسائیوں کی آبادی بھی دس فیصدی تھی اور مسلمانوں کی آبادی اسّی فیصدی تھی۔ لیکن اسٹیشنوں پر مَیں نے دیکھا کہ سفر کرنے والوں میں اسّی فیصدی یہودی تھے اور بیس فیصدی دوسری اقوام۔ اُس وقت ہی مَیں نے کہہ دیا تھا کہ اِس قوم میں ترقی کی امنگ شدت کے ساتھ پیدا ہو رہی ہے اور اِس کے پھیلنے کے آثار نمایاں نظر آ رہے ہیں۔ کہتے ہیں ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات''۔ ہماری جماعت بھی ترقی کر سکتی ہے جب اس میں مافوق العادت کام کرنے کی روح پیدا ہو جائے۔ ہم جماعت کے باہر نکلنے کے لئے مختلف ذرائع پیدا کر رہے ہیں اور ہندوستان میں اور ہندوستان سے باہر بعض جگہ زمینوں کا انتظام کر رہے ہیں وہاں زمیندار پیشہ لوگوں کو بسایا جائے گا۔ بعض زمینیں ہم نے قیمتاً خریدی ہیں اور بعض ہمیں مفت ملی ہیں۔ لیکن یہ کام تبھی چل سکتے ہیں جب جماعت کے زمیندار ہمارے ساتھ پورے طور پر تعاون کریں اور اپنی زندگیاں وقف کر کے سلسلہ کی مضبوطی کا موجب بنیں۔ جو شخص اپنی زندگی پیش کر دیتا ہے وہ محنت کے ساتھ کام کرتا ہے اور وہ خود بھی کامیاب ہوتا ہے اور جماعت کی کامیابی...... ☆ وہ پڑھے ہوئے تھے اِس لئے وہ مبلغین بن گئے۔

☆ اصل میں اسی طرح ہے۔

یہ اَن پڑھ ہیں تو زمیندارہ کے لئے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھے گا کہ کون پڑھا ہوا تھا اور کون اَن پڑھ تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھے گا کہ میری خاطر جان کس نے پیش کی؟ اور جان پیش کرنے کے لحاظ سے پڑھا ہوا اور اَن پڑھ دونوں برابر ہیں اور ثواب میں برابر کے شریک ہیں۔ جو کچھ پڑھے ہوئے کے پاس تھا اُسنے پیش کر دیا اور جو کچھ اَن پڑھ کے پاس تھا اُس نے پیش کر دیا۔ اِس لحاظ سے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں برابر ہیں۔ پس یہ زمینداروں کی حسرت کے پورا ہونے کا موقع ہے۔ اُن کو چاہیئے کہ وہ قربانی کرکے پڑھے ہوئے لوگوں کے برابر ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔'' (الفضل 4/جون 1947ء)

1: يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر: 10)

2: بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورة الحشر باب قوله وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

3: نواکھالی: بنگلہ دیش کا ایک شہر جو چٹاگانگ ڈویژن میں واقع ہے۔

4: خرقہ: گدڑی، درویشوں کا لباس

4: لوقا باب 22 آیت 36

5: بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان